کراہت صلعم و
فضیلتِ درود شریف

(تصنیفِ لطیف)

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ

www.faizahmedowaisi.com

تعارف: نبی کریم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ ﷺ کے بجائے حرف صلعمؐ وغیرہ لکھنا دینا ذہنی تساہل (سستی) ہے اور یہ ذہنی تساہل بدعت ہے۔ اس بدعت کا شکار نہ صرف عوام الناس بلکہ اہل بھی اس مسئلہ کو جانتے پہنچاتے ہوئے بھی اس غلطی عظیم کا ارتکاب کر کے رحمت و برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

مفسرین اور ائمہ دین نے اس کو مکروہ قرار دیا۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ اس مسئلہ کو کتابی شکل میں پیش کیا جائے تا کہ عوام و خواص اس کے خیر و شر کو جان سکیں تو اس پیچیدہ مسئلہ کو میرے قابل صد احترام بزرگ علامہ اُویسی صاحب نے بڑے محققانہ انداز میں آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبویہ سے ثابت کیا کہ اس تخفیف (کمی کرنے) کا رَد اور وضاحت موجب (لازم) ہے۔ یاد رہے تخفیف دنیاوی اُمور میں ہوتی ہے دینی معاملات میں نہیں۔ ایک اور غلطی جو ہم لفظ محمد ﷺ انگریزی میں لکھتے وقت کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کے مکمل سپیلنگ لکھنے کے بجائے صرف MOHD یا MUHD لکھتے ہیں یہ بھی سخت مکروہ ہے۔

علامہ اُویسی صاحب نے یہ مسئلہ حل کر کے ہم پر احسانِ عظیم کیا اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو اس کی خیر و برکت سے نوازے اور ساتھ دین پسند احباب سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اس بدعت کے خلاف پورا پورا جہاد کریں۔

ارشد اُویسی

مہتمم اُویسیہ پبلشرز۔ لاہور

تمہید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بعض امراض صرف عوام تک محدود ہوتے ہیں اور بکثرت ایسی بیماریاں ہیں جو نہ صرف عوام بلکہ خواص میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک مرض جو وبائی صورت اختیار کر چکا ہے یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے اسم گرامی کے بعد پورا درود شریف لکھنے کے بجائے صلعم، صللم، عم، صہ، یا ع لکھ دیتے ہیں جو سخت ناجائز ہے۔

عوام اگر لاعلمی کی بناء پر اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کریں تو بڑی بات نہیں لیکن حیرت تو اہل علم حضرات پر ہوتی ہے کہ وہ مسئلہ کو جانتے ہوئے سستی اور غفلت کر کے برکات و سعادات سے محروم ہی نہیں ہوتے بلکہ بہت بڑی وعیدوں کے مستحق بنتے ہیں۔

فقیر نے مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا کہ ایسے نہایت ضروری مسئلہ کو واضح کیا جائے تاکہ اس بُرائی کو روکا جائے چنانچہ چند سطور لکھ دیئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

وجہ تالیف اور مقدمہ: افسوس کہ ہمارے بعض اہل علم کو فرنگیوں نے اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسالیا کہ جیسے وہ اپنے دین میں قطع و برید ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح وہ ہمارے دین میں بھی وہی کرنا چاہتے ہیں ہمارے دور میں اس کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ ان میں سے درودِ پاک کا مسئلہ بھی ہے کہ اس میں کتابت کی صورت میں تخفیف (کمی) کی جاتی ہے چنانچہ ہمارے مسلک کے عالم دین مولانا مفتی عبد العزیز مرحوم مزنگ لاہور نے ایک مضمون "رسول اکرم ﷺ کے اسم مبارک پر بجائے ﷺ کے صلعم لکھنا سخت ناجائز ہے" لکھ کر ماہنامہ عارف لاہور میں اشاعت کے لئے بھیجا تو جناب عبد الرحمن شوق امر تسری برس پڑے۔ اس کا مجھے سخت صدمہ ہوا چنانچہ ان کی اس سینہ زوری پر فقیر کو یہ رسالہ لکھنا پڑا۔ شوق صاحب کا مضمون یہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے اسم مبارک پر بجائے ﷺ کے صلعم لکھنا سخت ناجائز ہے۔

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت مولوی عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (مزنگ، لاہور) کی ایک تحریر برائے اندراج عارف موصول ہوئی ہے جس میں آپ نے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک کے ساتھ بجائے ﷺ لکھنے کے صرف صلعم لکھنا ناجائز ثابت کیا ہے۔ محبت رسول کریم ﷺ میں آپ کی یہ عقیدت اور ذہنی کاوش قابل قدر ہے۔

(۱) لیکن مولوی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں (یا ہو) کہ صلعم ﷺ ہی کا مخفف ہے جو باوجود صحیح نہ ہونے کے غلط العام الفاظ کی طرح نہ صرف اُردو انشاء میں رائج بلکہ تمام لغت اُردو میں بھی درج ہو چکا ہے جس کے معنی ہی ﷺ کئے گئے ہیں۔

(۲) اگر اسلام کا یہ نظریہ کہ "انسان کے اعمال نیت پر موقوف ہیں" صحیح ہے تو اس نظریہ کے مطابق توصیف و مدح کی نیت میں بھی توضیح و تفصیل کے بجائے اختصار و تخفیف کے اظہار سے فرق نہیں آسکتا بلکہ ممدوح کے کسی وصف کے اظہار کے لئے اشارہ و کنایہ سے کام لینا انسب (مناسب) ہے اور یہی احتیاط اختصار تعریف پر بھی عائد ہو سکتی ہے چنانچہ کسی کی تعریف میں احتیاط رکھنے کی نسبت صحیح بخاری، مسلم، ابو داؤد میں باب کراہۃ التمادح میں پیغمبر اسلام علیہ السلام کی کئی حدیثیں موجود ہیں۔

(۳) شاید اسی وجہ سے (یا اور وجہ سے) اکثر اہل علم و اہل زبان علماءِ کرام نے اردو تراجم تصانیف میں توصیف کے اختصار یا اظہارِ سلام و رحمت مخفف کرنے کو گناہ نہیں سمجھا اور نہ زبان اردو کی سلاست و فصاحت کو تکرار و طوالت عبارت سے غیر مانوس ہونے دیا ہے۔ اکثر علماءِ کرام کی تقلید میں علامہ شبلی، سید سلیمان ندوی کے علاوہ مولوی عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی و مولانا محمود الحسن جیسے ثقہ، مستند اور جید علماء نے انبیاء علیہم السلام کے اسم گرامی پر عہ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماءِ مبارک رضہ اور لفظ عام حضرت کے پہلے آں کے اشارت اپنی عبارات میں ثبت کئے ہیں۔

(۴) اگر لفظ عام حضرت (جو ایک پر عائد کیا جاسکتا ہے) سے پہلے آں کے اشارہ سے لفظ آنحضرت صلعم (جو تمام علماء کی تصنیفات میں عام طور پر دیکھا گیا ہے) سے روحی فدا پیغمبر اسلام علیہ السلام کی ذاتِ گرامی مخصوص کی جاسکتی ہے تو اسی طرح صلعم کو بھی ﷺ کا مخفف تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ (ماہنامہ عارف لاہور نومبر ۱۹۵۰ صفحہ ۴۴، ۴۵)

مذکورہ بالا چار تیر چلا کر شوق صاحب لکھتے ہیں۔

باوجود ان تصریحات کے (جو حجت نہیں بلکہ معروضات ہیں) لیکن میں پھر بھی صلعم لکھنے کی نسبت ﷺ لکھنے کی حرمت کا قائل ہوں لیکن یہ چند معروضات (جو اگرچہ طویل ہوگئے ہیں) اس لئے معرضِ تحریر میں آگئے ہیں کہ راقم تحریر مولوی صاحب کو زمانہ کی ہر ضرورت اور جائز جدت کے مقابل پیکر قدامت بن کر اسی قدیم مولویانہ طرزِ تحریر میں ایسے فروعی مسائل چھیڑ کر نہ صرف علماءِ کرام کو ہی محرومی و بدنصیبی کے ڈانڈے سے بچانے کے بجائے اپنے شعلہ نوا جذبات پر زور قلم اور پر اثر مدلل طرزِ تحریر سے ان عام تعلیم یافتہ طبقہ (جو نہ صرف روحی فدا پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ارشادات سے ہی مذبذب ہے بلکہ قرآن مجید کے صاف اور واضح اسلوبِ بیان کو بھی مغربی تعلیم کے زیر اثر تبدیل کرنا جائز سمجھتا ہے) کے نظریات وخیالات قرآن وحدیث کی روشنی میں درست کرنے کی تبلیغی خدمت انجام دینی چاہیے۔ (ایضاً صفحہ ۴۶)

جوابات:

(۱) شوق صاحب کو شاید معلوم نہیں (یا ہو) کہ حضور ﷺ کے اسم گرامی کے بعد درود شریف لکھنا یا پڑھنا عبادت ہے اور عبادات میں تخفیف کا کیا معنی؟ بالخصوص حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں ایسی کوتاہی کو سلف صالحین نے کفر لکھا ہے۔

(۲) واقعی نیت قابل اعتماد ہے اسی وجہ سے ہم ایسی کوتاہی کرنے والے پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے البتہ اسے فاسق سمجھتے ہیں لیکن نبوت کے متعلقات میں نیت کا اعتبار نہیں ہے قرآن پاک میں معمولی سی کمی پر سخت زجر و توبیخ فرمائی گئی ہے۔

(۳) عوام کے متعلق الفاظ یا دنیوی اُمور کے اغلاط تو قابل برداشت ہیں لیکن جب شرعی مسائل یا نبی پاک ﷺ کے متعلق غلطیاں سرزد ہوں تو اس سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی بلکہ ان اغلاط کو ختم کرانا یا کم از کم انہیں مطلع کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ کیا شوق صاحب شریعت مطہرہ کے تمام اغلاط رائج العوام کے متعلق بھی وہی فرمائیں گے جو علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابت کی تخفیف کے لئے فرماتے ہیں۔

(۴) شوق صاحب کے سوال ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیر سے مجتہد بھی ہیں اور مجتہد بھی ماڈرن کہ جنہیں نہ مقیس سے غرض ہے اور نہ مقیس علیہ سے اور نہ ہی علت جامعہ سے واسطہ۔ وہ تو سمجھتے ہیں:

جتنے رنگ کے کالے سب باپ کے سالے

لیکن ان سے باادب گزارش ہے کہ واقعی مدح میں اختصار جائز ہے مگر یہ تو ثابت کیجئے ﷺ مدح ہے یا درود شریف اور وہ بھی من اللہ اور مخصوص بہ عباداتِ مخصوصہ جس میں کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا شوق صاحب یہ بتاسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیہ کلمات پڑھتے یا لکھتے ہوئے غ، غف وغیرہ کا اختصار فرمادیں گے جبکہ اس طرح کے اختصار سے درگاہِ حق کی توہین ہے۔ اسی طرح ذاتِ نبی ﷺ کو سمجھئے لیکن یہ وہ سمجھئے گا کہ واقعی ذاتِ مصطفی ﷺ بڑی بلند شان کے مالک ہیں۔

غور فرمائیں کہ صلعم، صللم اور صہ وغیرہ مہمل اور یقینا مہمل ہیں اور پھر دوسری طرف دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی "صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"[1] ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں مہمل کلمات کہنے والوں کی سزا قرآن میں ہے چنانچہ قرآن کریم کے پہلے پارہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

---

[1] الاحزاب:56 **ترجمہ:** ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

نے ایک قوم سے فرمایا: وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ [2] اُنہوں نے کہا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ [3] جب اُنہوں نے یہ مہمل کلمات کہے تو ان پر عذابِ الٰہی نازل ہوا۔

كما قال الله تعالىٰ: فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ [4]

کچھ یہی حال صلعم، صللم اور صہ وغیرہ لکھنے والوں کا ہے۔ فتدبر و غکر و دتکن من الغافلین

(۵) شوق صاحب کے سوال ۳ کا جواب واضح ہے کہ اولاً ان لوگوں کو ثقہ اور جید سمجھنا محل نظر ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگر انہیں ثقہ مان بھی لیا جائے تو ان کا لکھنا قابل حجت نہیں کیونکہ کاتبین کی غلطی سے ایسا ہو گا یا ان کی غلطی ہو گی جیسے آپ کو ہے۔ ثالثاً یہ کہ ان کی تصنیفات میں تصریح موجود ہے کہ وہ بھی صلعم وغیرہ لکھنے کو محرومی مانتے ہیں۔ رابعاً یہ کہ بعض لیڈر نما مولوی کے کردار کا کیا اعتبار جبکہ ان کا فتویٰ کچھ ہوتا ہے اور عمل کچھ۔ جیسے آج کل فوٹو کا رواج ایسے ہی عام ہے (جس میں بڑے بڑے مشاہیر علماء، مشائخ، صوفیہ، گدی نشین، تقدس مآب مفتی اور واعظ مبتلا ہیں) جیسے صلعم وغیرہ کا تو ان کی اس غلطی سے کیا شرعی مسئلہ بدل جائے گا یعنی فوٹو کھچوانا جائز ہو جائے گا؟

(۶) شوق صاحب کے سوال ۴ کا جواب یہ ہے کہ لفظ آں پر قیاس کرنا کونسی شریعت کی جزئی ہے، پھر اشارات و کنایات کا معاملہ کچھ اور ہے اور درود و سلام جیسی مقدس عبادت کا معاملہ اور بعض الفاظ کی تخصیص سے ذوات کا اشارہ و کنایہ شرعاً عام ہے بلکہ کتب شریعت تو اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے اسماءِ گرامی کے بجائے صرف درود و سلام اور لفظ تعالیٰ و عزوجل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ شوق صاحب کا اس طرح کا قیاس اگر مان لیا جائے تو شریعت مطہرہ کے مسائل کی خیر نہیں کیونکہ ہر شخص اپنی من مانی کے لئے اپنی غرضِ فاسد کو کسی نہ کسی مسئلہ پر ضرور قیاس کر لے گا۔

شوق صاحب کا آخری حملہ: شوق صاحب نے یہ چار تیر چلا کر آخر میں مولویت پر گندے حملے کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالی اور وہی کچھ فرمایا ہے جس کی توقع انگریزیت کے دلدادہ اور مغربیت زدہ حضرات سے ہمیشہ ہوتی ہے کہ مولوی تنگ ظرف ہیں، جدت کے دشمن اور قدامت پسند ہیں اور دقیانوسی فکر رکھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ رونا بھی رویا ہے کہ مولویوں کی اس روش سے جدید طبقہ اسلام سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

شوق صاحب ہوں یا بے ذوق صاحب! ہم انہیں کس طرح سمجھائیں کہ ہم بھی جدت کے قائل ہیں اور آپ جیسے حضرات سے طعن و تشنیع سن کر بھی جدید طبقہ کو دین کی پگڈنڈی پر لانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس کا کیا علاج جو ہماری ہر بات کو اُلٹ سمجھ کر لانسلم کی ڈگری حاصل کر چکا ہو ورنہ سیدھی سے بات ہے کہ اسلام کی متعین راہیں تو بدلنے کی نہیں اگر کوئی انہیں بدلنے کی بات کرے تو ہم یہ گوارا نہیں کر سکتے۔

---

[2] البقرة:58 **ترجمہ:** اور کہتے رہنا، ہمارے گناہ معاف ہوں

[3] (صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام، 1249/3، رقم الحديث 3222 دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[4] البقرة:59 **ترجمہ:** تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا

حکایت: ہمارے شہر بہاولپور میں ایک افسر نے مسجد کو گرا کر ایک کالج کی تعمیر جدید کا آرڈر جاری کیا۔ فقیر نے کمشنر صاحب سے اپیل کی تو کمشنر صاحب نے شوق صاحب والے تیر پھینکنے شروع کئے۔ میں نے عرض کیا کہ مسجد تا قیامت مسجد رہتی ہے خواہ آبادی میں لاکھ بار تغیر آجائے۔ کمشنر صاحب نے کہا یہ کوئی ضروری نہیں جہاں آبادی کا تعلق ہو گا مسجد کو وہاں لے جانا ضروری ہو گا۔ میں نے کہا کہ اب کعبہ معظمہ کو بھی اُٹھا کر پیرس لیجاؤ کہ وہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے عرب جیسی پتھریلی آبادی میں رہنے کے لائق نہیں۔ اس سے وہ کھسیانے سے ہو کر کہنے لگے کہ یہ مسئلہ ڈپٹی کمشنر حل کرے گا وہاں جاؤ ہم وہاں گئے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور مسجد بحال ہو گئی۔

اگر ایسی قدامت پسندی سے ہم کو بدنام کرو تو بسر و چشم لیکن یاد رہے کہ شرعی مسئلہ کی حقانیت سے منحرف ہو کر اگر لاکھوں بدقسمت دین و اسلام کی باتوں سے دور ہوتے ہیں تو جانے دو دین کو ایسے بدقسمتوں کی ضرورت بھی نہیں۔ کیا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ کے منکرین سے فضول جہاد کیا انہیں جدت سے انکار تھا۔ شوق صاحب اور ان جیسوں کو معلوم ہو کہ درود شریف جیسی مقدس عبادت کو بگاڑنا ہمیں گوارا نہیں۔ اگر آپ جیسے لاکھوں کے تیور بدلتے ہیں تو بدلے رہیں ہم اپنی اس قدامت کو نہیں چھوڑیں گے اگر تمہیں یہ ادا پسند نہیں تو اپنا کام کیجئے۔ دین کا اللہ حافظ!

دینی اُمور میں گریز کس کو: شوق صاحب کے مضمونِ مذکور کے پیش نظر کثیر التعداد شوقین ایسے پیدا ہو گئے جنہیں صلعم وغیرہ نہ صرف لکھنے بلکہ بولنے تک کی جرأت ہو گئی چنانچہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ کی اشاعت میں ذیل کے عنوان کے تحت یہ مضمون شائع ہوا۔

صلعم کا مخفف ترک کیا جائے: میرے ایک دوست جو مضمونوں میں ایم اے پاس کر چکے ہیں دینی مطالعہ اور بحث و تمحیص کا خاصا شغف رکھتے ہیں ایک دن دورانِ گفتگو مجھے یہ اندوہناک احساس ہوا کہ وہ محمد ﷺ کے نامِ نامی کے ساتھ بول چال میں "صلعم" استعمال کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوا کہ تحریر میں صلعم لکھنا قاری کو کس طرح گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ مرکب انگریزی مخففات کے اتباع میں ہے کہ ﷺ سے ص ل ع اور وسلم کا آخری میم لیکر (WAPDA) کی طرح ایک لفظ بنا گیا ہے جس کا لکھنا مہمل نہ ہو اسی طرح سے پڑھ دینا یقیناً لغو اور بے معنی ہے اور درود کی جگہ اس لفظ کا پڑھ دینا سخت بے ادبی اور گناہ ہے۔

کسی مرغوب فرنگی ذہن نے محمد عربی ﷺ کی عظمت و محبت کم کرنے کے لئے یہ ناپاک جسارت کی تھی اور مسلمانوں نے ذہنی تساہل اور مغرب پرستی کے جنون کے باعث اسے اپنا لیا بالکل اسی طرح جیسے محمد کی انگریزی میں تحریر MOHD جس کے آخر میں انگریزی قواعد کے مطابق فل اسٹاپ بھی نہیں جو اس سے مخفف ہونے کا اعلان کرنے اور "موہد" بنتا ہے۔ حکومت پاکستان نے کہ برس قبل MOHD لکھنے پر پابندی لگائی تھی مگر آج بھی مسلمان تعلیم یافتہ لوگوں کے قلم سے لکھا ہوا یہ لفظ قلب کو مجروح کر جاتا ہے۔ لوگ انگریزی کے الفاظ Naifh Lour کی غیر منطقی طوالت سے نہیں گھبراتے مگر ان کا اشہب قلم ہمارے مقدس ترین لفظ کی تحریر کے وقت دم توڑ دیتا ہے۔ دین پسند احباب سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ تحریروں میں صلعم لکھنے کے خلاف پرزور جہاد کریں۔

قابل افسوس امر یہ ہے کہ بعض دینی اور سیرت کی مستند کتب میں بھی یہ غلط انداز راہ پا گیا ہے مگر ان کتب کی عظمت اس تحریر کی صحت کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ارشادِ نبوت کے مطابق حضور ﷺ کا اسم گرامی سن کر یا پڑھ کر درود پڑھنا ضروری ہے۔

ان سب کا طریقہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ ﷺ پورا لکھا جائے تاکہ قاری اسے پڑھنے پر مجبور ہو خواہ وہ اس رویت سے واقف ہو یا نہ ہو۔

علمائے کرام نے اس طرزِ تحریر کے خلاف فتویٰ بھی دے رکھا ہے لہٰذا مسلمانوں سے التماس ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں صلعم اور MOHD یا MUHD لکھنا ترک کر دیں جو کتب پہلے طبع ہو چکی ہیں ان پر ایک چٹ اس مضمون کی چسپاں کر دی جائے۔ اس میں جہاں کہیں صلعم لکھا ہوا ہے اسے پورا ﷺ پڑھا جائے کاتب اور کمپوزیٹر حضرات براہ کرم صلعم لکھنا ترک کر دیں اس لئے کہ

آبروئے ما زنام مصطفی است

اور فرنگی ذہن اسی نام سے ہماری محبت کو کم کرنے کے درپے ہے۔ سامنے آکر ممکن نہیں تو پس پردہ رہ کر ہی سہی۔ (اسحاق جلالپوری، پاک کالونی لاہور)

جدید انکشاف: ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی میں یہ مضمون مندرج ہے۔

حضور ﷺ کے اسم گرامی کو لکھتے وقت صرف صہ یا صلعم نہیں بنانا چاہیے یہ حقیقت ہے کہ ندوہ کے علماء نے یہ بدعت جاری کی اور دیوبندیوں، وہابیوں اور جماعت اسلامی کے لٹریچر میں اس کو عام کیا گیا۔ اب حالت یہ ہو گئی ہے اسکولوں اور کالجوں کے طلباء اسم گرامی کو تقریروں میں لیتے وقت بھی صلعم کہا کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے اسلام میں کوئی بُری چیز جاری کی قیامت تک جس نے بھی اُس پر عمل کیا اُس کا گناہ اس بدعت سیۂ کے جاری کرنے والے کو ملے گا۔ بہر حال اس مسئلہ کو تقریر و تحریر میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔

(ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، شمارہ فروری ۱۹۷۳ء، محرم الحرام ۱۳۹۳ھ، صفحہ ۷۲)

ترجمان کے اس مضمون کی بناء پر میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے جدید طبقہ کو دینی اُمور پر جرأت کا موقع پانچ وجوہ سے ملا ہے۔

(۱) وہابی، دیوبندی فرقے مثلاً احراری، تبلیغی، غیر مقلد، مودودی، غلام خانی، نیچری، ندوی اور ان کی ذیلی جماعتیں (نیچری، چکڑالوی، پرویزی، خاکساری، مرزائی) نبوت کے اُمور کو عام سطح پر لاتے ہیں مثلاً وہ بھی بشر ہم بھی بشر، وہ بھی بندے ہم بھی بندے، وہ بھی مخلوق ہم بھی مخلوق، ہم رجال (نبی علیہ السلام اور جملہ اُولیاء و فقہاء وغیرہم) نحن رجال پھر عوام کو پٹی پڑھائی کہ قرآن و حدیث فہمی آسان ہے جب وہ اور ہم ایک ہیں تو پھر ان کی ضرورت ہی کیا ہے بلکہ ہم قرآن یا حدیث کو ان سے بہتر جانتے ہیں اسی لئے اُردو کی دو چار کتابیں پڑھ کر قرآن و حدیث میں مجتہدانہ ایسا رنگ دکھاتے ہیں کہ جس سے خود قرآن و حدیث پناہ مانگتے ہیں چند نمونے فقیر کے رسالہ "ہدیۃ السالکین فی غنیۃ الطالبین" میں دیکھئے۔

(۲) ندویوں، مودودیوں اور دیگر ماڈرن مجتہدوں نے اپنی مجتہدانہ روش سے جدید طبقہ کو تقویت پہنچائی اس معنی کہ ہر دنیوی مصلحت پر دینی اُمور کو تابع بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(۳) دینی اُمور کی اہمیات ذہن سے اتار دی گئیں بالخصوص متعلقات نبوت و ولادیت۔

(۴) ہمچوں ما دیگرے نیست کی لعنت دماغوں پر چھا گئی ہے۔

(۵) تحقیر علماءِ اسلام اور ان کے ہر بتائے ہوئے مسئلے کے خلاف آواز اُٹھانا بلکہ جدید طبقہ نے اسے اتنا اُچھالا ہے کہ مسلمانوں میں اکثر انگریزی پڑھے لکھے لوگ قدیم تعلیم والوں سے اس طرح نفرت کرتے ہیں ایک جانی دشمن کو دوسرے فریق سے نفرت ہوتی ہے۔ اسی لئے اب ہمارے پیش کردہ حوالہ جات نہیں مانتے نہ ہی ہمارے دلائل سنتے ہیں بلکہ اپنی عقلی دلیل کو ترجیح دیتے ہیں۔

جب تک مذکورہ بالا وجوہ کا قلع قمع نہ ہو اُس وقت تک جدید پیدا شدہ مسائل کا حل نہیں ہو سکتا ہاں اگر کسی بندۂ خدا کو خدا تعالیٰ کا دل میں خوف ہے تو اس کے لئے چند حوالہ جات حاضر ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

باب اول
فقہاءِ کرام کی تصریحات

(۱) حضرت امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلا شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار لکھا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔[5]

فائدہ: ایسا صرف اس لئے ہوا کہ اس نے حضور ﷺ کے معاملہ میں معمولی تصور کیا اور اسی لئے اسے یہ سزا ملی ورنہ اتنا سخت سزاوار کیوں ٹھہرا گیا حالانکہ اس نے مال تھوڑا چرایا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس کے دل میں عظمت مصطفی ﷺ ہے وہ جانتا ہے کہ مال کو چوری سے مصطفی ﷺ کے شان کی چوری میں مذکورہ سزا پھر بھی کم ہے۔

(۲) حضرت علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ درمختار کے حاشیہ میں فتاویٰ تاتارخانیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

ويكره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله.

وفي بعض المواضع "عن التتارخانية" من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صح النقل فهو مقيد بقصده، وإلا فالظاهر أنه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفرا بعد تسليم كونه مذهبًا مختارًا محله، إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإبهام والشبهة[6]

---

[5] (تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي للسيوطي، النوع الخامس والعشرون كتابة الحديث وضبطه وفيه مسائل، الرابعة يجب مقابلة كتابه بأصل شيخه وإن أجازه، 507/1، دار طيبة)

[6] (حاشية الطحطاوي على الدر المختار شرح تنوير الأبصار في مذهب الأمام أبي حنيفة النعمان، شرح مقدمة المصنف، 193/1، دار الكتب العلمية، بيروت، 2017م)

یعنی درود اور ترضی کو اشارہ کے طور پر لکھنا مکروہ ہے۔ کسی نبی پاک کے نام کے ساتھ درود و سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تخفیف (تحقیر شان) ہے (اور معاملہ شانِ انبیاء سے متعلق ہے) اور انبیاء علیہم السلام کی شان کو ہلکا کرنا کفر ہے اگر معاذ اللہ قصد استخفافِ شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کے لئے ہے کہ یہ لوگ کسل و کالی و نادانی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کے مستحق نہیں مگر بے برکتی و بے دولی و کم بختی و زبون قسمتی میں شک نہیں۔

فائدہ: غور کیجئے علامہ طحطاوی قدس سرہ نے کس طرح مسئلہ کو سلجھایا ہے کہ واقعی صلعم وغیرہ لکھنے میں جدت پسندوں کے لئے تخفیف ہے لیکن یاد رہے کہ تخفیف دنیوی اُمور میں ہوتی ہے دینی معاملات بالخصوص انبیاء علیہم السلام کے متعلق تخفیف کیوں؟ وہ تو کفر ہے۔

(۳) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاذکار صفحہ ۵۴۰ میں۔

(۴) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب صفحہ ۲۴۲ میں۔

(۵) قطب الارشاد مطبوعہ بمبئی مظفری صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔

يكره الرمز بالصلوٰة والترضى والترحم بالكتابة بل يكتب ذلك بكماله انتهي [7]

ولا يسأم منه والإحرم حظا عظيما [8]

درود شریف اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رمز (صہ، رضہ، رح) لکھنا مکروہ تحریمہ ہے بلکہ پورا درود شریف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ) لکھے اور پورا لکھنے سے نہ اُکتائے ورنہ بڑے ثواب سے محروم رہے گا۔

(۶) حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں: ومن أغفل هذا حرم خيرا عظيما وفوت فضلا جسيما [9]

یعنی جو اس سے غافل ہوا وہ اجر عظیم سے محروم رہا اور اس سے بڑا فضل فوت ہو گیا۔

فائدہ: بتایئے کہ صلعم وغیرہ کے لکھنے میں معمولی سی غفلت سے فقہاء کرام و محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ محرومی اور بدقسمتی کو نہ للکارو۔

(۷) رحمت الرحمن شرح قصیدہ النعمان صفحہ ۶۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں ہے کہ یہ اختصار صہ، رضہ، رضہ لکھنا طریق بنو اُمیہ ہے۔

---

7) (قطب الإرشاد، الفصل الأول: فصل يكره الرمز بالصلاة والترضي والترحم بالكتابة، ص579، دار الكتب العلمية، بيروت، 2019م)

8) (قطب الإرشاد، الفصل الأول، ص579، دار الكتب العلمية، بيروت، 2019م)

9) (شرح النووي على مسلم: فصل: يستحب لكاتب الحديث اذا مر بذكر الله عز وجل، 39/1، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، 1392م)

فائدہ: بنواُمیہ کے دور سے یزیدیت کی طرف اشارہ ہے جبکہ اس بدبخت نے ہزاروں شقاوتوں سے بڑھ کر اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شانِ اقدس کی گستاخی کر کے تاابد اپنا نام بدبختوں میں لکھایا اور پھر یہ بدبختی بھی اسی کے گلے کا ہار ہو جسے آج کل کے شوقین صلعم، صہ وغیرہ لکھ کر یزیدیت کی فہرست میں اپنا نام لکھانا چاہتے ہیں۔

(۸) سعادۃ الدارین صفحہ ۱۸۹ میں اس اختصار کو سست عوام جہلاء کا فعل لکھا ہے۔

فائدہ: اب ہم اگر اپنے دور کے شوقین بھائیوں کو جاہل یا سست کہیں تو ناراض ہونگے لیکن حقیقت یہ ہے انہیں نہ کہا جائے تب بھی صلعم اور صہ، صللم وغیرہ لکھ کر خود اپنے آپ کو جاہلوں اور کاہلوں میں نام درج کر رہے ہیں: **ایں شقاوت بزورِ بازو نیست**

اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے۔ آمین

(۹) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ فتاویٰ افریقہ صفحہ ۴۵ میں لکھتے ہیں:

سوال میں ﷺ کی جگہ صلعم لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام ۱۴ صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانے والوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی صلعم لکھتا ہے، کوئی صللم، کوئی فقط صہ، کوئی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدلے عم یاءم، ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے غیبیں کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔[10]

اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے چند فقہاء کے تصریحات اور ایک آیت کریمہ سے استدلال فرمایا ہے۔

(۱۰) اور فتاویٰ رضویہ جلد ۱ صفحہ ۸۱ میں لکھتے ہیں:

سوال میں نامِ پاک حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بجائے ﷺ (صلعم) لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے۔ کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی عم کوئی ص، اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہیئے اگر تحریر میں ہزار جگہ نامِ پاک حضور اقدس ﷺ آئے ہر جگہ پورا ﷺ لکھا جائے ہر گز ہر گز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔[11]

---

[10] (السنیۃ الانیفہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ 45، ص 47، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرک اے، فیصل آباد)

[11] (فتاوی رضویہ، مسئلہ 444، کتاب الصلاۃ، 220/6 تا 225، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اس کے بعد حاشیہ در مختار کی عبارت لکھی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت سیدنا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ نے اس مسئلہ کے لئے ذیل کی آیت سے استنباط فرمایا ہے کہ

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ [12] ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر لیا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔

فائدہ: وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا: وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ [13] یعنی یوں کہو کہ ہمارے گناہ اُترے۔ اُنہوں نے کہا: حَبَّةٌ یعنی ہمیں گیہوں ملے۔ یہ لفظ بامعنی تو تھا اور اب بھی ایک نعمت الٰہی کا ذکر تھا یہاں یہ حکم ہوا کہ [14] یعنی اے ایمان والو اپنے نبی پر درود و سلام بھیجو۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ ابدا

اور یہ حکم وجوباً یا استحباباً ہر بار نامِ اقدس سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے۔ تحریر میں اس کی بجا آوری نام اقدس کے ساتھ ﷺ لکھنے میں تھی اسے بدل کر صلعم و صللم وصہ وءم کر لیا۔ جو کچھ بھی معنی نہیں رکھتا کیا اس پر نزولِ عذاب کا خوف نہیں کرتے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

یہ تو محل درود ہے جس کی عظمت اس حد پر ہے کہ اس کی تخفیف میں پہلوئے کفر موجود ہے۔ [15] (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۴۵،۴۶)

اس سے قبل اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ القلم احدی اللسانین یعنی قلم بھی زبان ہے۔

ﷺ کی جگہ مہمل بے معنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یوں ہیں الم غلم بکنا۔ [16] (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۴۵)

فائدہ: یہ صرف اس بدبخت سے سرزد ہوتا ہے جسے عظمت مصطفی ﷺ سے واسطہ نہیں ہے ورنہ اپنے حکام وغیرہ کے القاب و آداب میں تخفیف کر کے تو دیکھیں۔

---

[12] البقرۃ:59 **ترجمہ:** تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا

[13] البقرۃ:58 **ترجمہ:** اور کہتے رہنا، ہمارے گناہ معاف ہوں

[14] الاحزاب:56 **ترجمہ:** اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

[15] (السنیۃ الانیفہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ 45، ص 47تا48، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرک اے، فیصل آباد)

[16] (السنیۃ الانیفہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ 45، ص 48، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرک اے، فیصل آباد)

(۱۱)حضرت الشیخ احمد بن شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی(المتوفی ۹۸۴ھ)رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۹۶ میں لکھتے ہیں

وكذا اسم رسوله بأن يكتب عقبه صلى الله عليه وسلم فقد جرت به عادة الخلف كالسلف ولا يختصر كتابتها بنحو صلعم فإنه عادة المحرومين [17]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کے بعد ﷺ لکھا جائے کہ یونہی تمام سلف صالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے لیکن چاہیے کہ لکھتے وقت اس میں اختصار کرکے صلعم نہ لکھا جائے اس لئے کہ یہ محروم لوگوں کا کام ہے۔

(۱۲)تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۲۸ میں ہے:

ويكره ان يرمز للصلاة والسلام على النبي عليه الصلاة والسلام فى الخط بأن يقتصر من ذلك على الحرفين هكذا «عم» او نحو ذلك كمن يكتب «صلعم» يشير به الى صلى الله عليه وسلم. [18]

حضور ﷺ کے اسم گرامی کے لئے اشارہ وکنایہ کرنا مکروہ ہے بایں طور کہ صرف حرفوں پر اختصار کرے جیسے عم یا یونہی اور جیسے ﷺ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے صلعم لکھ دے۔

تقریباً اسی طرح اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی تصانیف میں تنبیہات لکھی ہیں ان چند حوالہ جات پر اکتفاء کیا گیا ہے ورنہ سینکڑوں عبارات اس قسم کی صراحۃ کتب احادیث وتفاسیر وفقہ وفتاویٰ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں۔

العاقل تكفيه الاشارة　　دانا را اشاره كافيست

(۱۳)مناظر اہل سنت مولانا نظام الدین ملتانی ثم وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جناب آقائے نامدار محبوبِ کبریا محمد مصطفی ﷺ کے نام پر تمام درود شریف لکھنا چاہیے صلعم و صل و میم کا صرف اشارہ لکھ دینا سخت حرام ہے ﷺ لکھنا چاہیے۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے فتاویٰ افریقہ سے حوالہ جات نقل کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں۔

---

[17] (الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي، ص164، دار الفكر بيروت)

[18] (روح البيان، الأحزاب: 56، 228/7، دار الفكر بيروت)

اور فقیر کے نزدیک بھی واقعی دیدہ دانستہ ایسا کرنا حرام ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ قلم بھی زبان رکھتی ہے اور یہ انسان کے اختیار میں ہے اور قرآن مجید میں ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [19]

پس ایماندار کو لازم ہے اور ضروری ہے کہ سنتے اور لکھتے وقت حضور ﷺ کے اسم گرامی پر درود شریف پڑھ لیا کریں اور لکھنے کے وقت لکھ لیا کریں اور قوم مغضوب بنی اسرائیل کے مصداق نہ بنیں۔ بقولہ تعالیٰ:

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ [20] (فتاویٰ نظامیہ مشمولہ جامع الفتاویٰ جلد ۱۳، صفحہ ۳۸۶)

اُویسی غفرلہ کا تبصرہ: اس آیت کے نکات اور ضروری وضاحت ہم نے پہلے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے فتاویٰ مبارکہ سے لکھ دی ہے لیکن یہ قدرتی امر ہے کہ ہمارے یہ دلائل اور حوالہ جات دین پسند طبقہ تو ضرور مان لے گا لیکن مغربیت زدہ فرنگیت کا دلدادہ جدت پسند ماڈرن محققین یہ کہہ کر ٹال دیں گے کہ ہم انہیں کیا جانیں اور ان کے استدلالات کیوں مانیں لیکن یاد رکھئے کہ اس طرح کی باتیں تمہیں اپنے حلقہ احباب میں کام دے سکتی ہیں لیکن بارگاہ حق کے سامنے تمہارے جیسے بڑے بڑے فرعون کانپتے نظر آئیں گے لہٰذا آج ہی فرعونیت کو مٹا کر مصطفی ﷺ کے سچے اور پکے غلام بن جائیں۔

(۱۴) حضرت مولانا مفتی عبد العزیز علیہ الرحمۃ مزنگ لاہور لکھتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ صلعم یا صللم یا صہ وغیرہ لکھنا سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام چودھویں صدی کے بڑے بڑے اکابر و فحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی صللم کوئی فقط صہ، کوئی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدے عم یاءم، ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ ایک دو سکینڈ کا وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا ڈانڈا (سرحد) پکڑتے ہیں۔ (ماہنامہ عارف لاہور، نومبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۴۵)

اس کے بعد دلائل نقل کر کے لکھتے ہیں مالکانِ دین محمدی پریس بل روڈ لاہور نے بھی اس پر عمل کر کے اپنے کو اجر عظیم کا مستحق بنالیا۔ انجمن حمایت اسلام کے قرآن کریم کی طباعت کے مہتمم ظفر اقبال صاحب نے بھی قرآن کریم میں وقف النبی ﷺ لکھوا کر اجر وافر حاصل کیا۔ (ایضاً صفحہ ۴۷)

اس کے بعد اپنی ایک محنت کا ذکر کر کے کاتب صاحبان کا شکوہ لکھا کہ خاکسار نے بھی اپنے بعض مکاتیب یعنی موضوع رسول مقبول اور نسب رسول مقبول ﷺ وغیرہ میں پورا درود شریف لکھواتے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھوانے کی سعی بلیغ کی مگر افسوس کہ لاہور وغیرہ کے بعض نساخ باوجود تصحیح کتب میں توجہ دلانے کے بھی اس کارِ خیر کی طرف توجہ نہیں فرماتے الا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق رفیق کرے۔

---

[19] الاحزاب:56 **ترجمہ:** اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

[20] البقرۃ:59 **ترجمہ:** تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا

(دستخط)عبدالعزیز مصحح خطیب جامع مزنگ لاہور

(ماہنامہ عارف لاہور ،نومبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۴۷)

فقہاء کی تصریحات کے بعد چند روایات احادیث صحیحہ وغیرہا کو بھی پڑھ لیں۔

باب دوم
درفضائل درود شریف

قبل اس کے میں اپنے موضوع پر تصریحات لاؤں درود شریف کے فضائل عرض کردوں تاکہ کتابت میں تخفیف کرنے والے کو عبرت حاصل ہو اور وہ ایسے غلط رویہ سے باز آجائے۔(درود شریف کے فضائل پر فقیر کی مستقل تالیف ہے اللہ تعالیٰ اسے شائع کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین)

فصلِ اول
درود شریف کے فضائل مطلقاً

(۱)حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ قیامت میں میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھتا ہوگا۔[21]

فائدہ:

کتاب الصلوٰۃ والبشر فی الصلوٰۃ علی خیر البشر (ﷺ)میں ہے کہ اس حدیث شریف میں حدیث کے علماء کو بشارت ہے کہ وہ حضور ﷺ پر بکثرت درود شریف پڑھتے ہیں بولنے اور کام کرنے اور لکھنے پڑھنے میں۔[22]

(۲)حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔[23](دیلمی)

(۳)حضور ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ پل صراط پر نور بن کر سامنے آئے گا۔[24](کتاب الصلوٰۃ البشر)

---

[21] (سنن الترمذي، أبواب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، 355/2،رقم الحديث484، دار الكتب العلمية)

(الصلات والبشر في الصلاة على خير البشر الفيروزآبادي، الباب الثاني: في ذكر الأحاديث الدالة علي فضل شان الصلاة علي رسول الله صلي الله عليه وسلم الخ، الحديث الثاني والعشر، ص41، دار سماح للنشر والتوزيع دمشق، سنة النشر: 1429ھ2008م)

[22] (الصلات والبشر في الصلاة على خير البشر الفيروزآبادي، الباب الثاني: في ذكر الأحاديث الدالة علي فضل شان الصلاة علي رسول الله صلي الله عليه وسلم الخ، الحديث الثاني والعشر، ص41، دار سماح للنشر والتوزيع دمشق، سنة النشر: 1429ھ2008م)

[23] (شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك، كتاب الجامع، باب الشعر، ما جاء في المتحابين في الله، 542/4، مكتبة الثقافة الدينية، سنة النشر: 1424ھ/2003م)

[24] (جامع الأحاديث، حرف الصاد، المحلى من الصاد، 68/14، رقم الحديث 13808، د حسن عباس زكى)

(الصلات والبشر في الصلاة على خير البشر الفيروزآبادي، الباب الثاني: في ذكر الأحاديث الدالة علي فضل شان الصلاة علي رسول الله صلي الله عليه وسلم الخ، الحديث الحادي والثلاثون، ص51، دار سماح للنشر والتوزيع دمشق، سنة النشر: 1429ھ2008م)

لکھتے وقت پڑھنا بھی پڑتا ہے۔(کما سیجئی انشاء اللہ تعالیٰ)

فصلِ دوم
کتابتِ درود کے فضائل

(۱)قال النبی ﷺ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ مَادَامَ اسْمِي فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ[25]

(رواہ الطبرانی فی الاوسط وابو الشیخ وفی الثواب والمستغفري فی الدعوات والخطیب فی شرف اصحاب الحدیث والاصبھانی ، مطالع المسرات صفحہ ۲۱، والالی اللسیوطی في کتاب العلم جلد۱ صفحہ ۱۳۱ ،والقول البدیع صفحہ۱۸۹)

حضور نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں ہمیشہ فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

(۲)حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص میرا نام تحریر کرے اور اس کے ساتھ درود وسلام لکھے تو جب تک وہ درود وسلام اس کتاب میں پڑھا جائے گا برابر ثواب ملتا رہے گا۔[26] (رواہ فی کتاب الصلوٰۃ والبشر)

(۳)حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص میرا نام تحریر کرے تو اس پر فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہیں گے جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔[27] (کذا فی الصلوٰۃ والبشر)

فائدہ: علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: والکتاب یشمل التألیف والرسالة وغیرھما[28] (مطالع صفحہ ۲۱)

یعنی کتاب کا لفظ عام ہے خواہ وہ کوئی رسالہ ہو یا کسی قسم کی تالیف و تحریر ہو۔

---

[25] (المعجم الأوسط، باب الألف، من اسمه أحمد، أحمد بن محمد الصيدلاني، 497/2، رقم الحديث1856، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405هـ/1985م)
(شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادي، كون أصحاب الحديث أولى الناس بالرسول صلى الله عليه وسلم لدوام صلاتهم عليه صلى الله عليه وسلم، ص36، دار إحياء السنة النبوية أنقرة)
(مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم، ص38، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)
(اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسيوطي، كتاب العلم، 186/1، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى، 1417 هـ 1996م)
(القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوي، الباب الخامس: في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة (الصلاة عليه عند كتابه اسمه)، ص248، دار الريان للتراث)
(الصلات والبشر في الصلاة على خير البشر الفيروزآبادي، الباب الثاني: في ذكر الأحاديث الدالة علي فضل شان الصلاة علي رسول الله صلي الله عليه وسلم الخ، الحديث السابع والثلاثون، ص52، دار سماح للنشر والتوزيع دمشق، سنة النشر: 1429هـ2008م)

[26] (الصلات والبشر في الصلاة على خير البشر الفيروزآبادي، الباب الثاني: في ذكر الأحاديث الدالة علي فضل شان الصلاة علي رسول الله صلي الله عليه وسلم الخ، الحديث السادس والثلاثون، ص52، دار سماح للنشر والتوزيع دمشق، سنة النشر: 1429هـ2008م)

[27] (الصلات والبشر في الصلاة على خير البشر الفيروزآبادي، الباب الثاني: في ذكر الأحاديث الدالة علي فضل شان الصلاة علي رسول الله صلي الله عليه وسلم الخ، الحديث السادس والثلاثون، ص52، دار سماح للنشر والتوزيع دمشق، سنة النشر: 1429هـ2008م)

[28] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم، ص39، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

امام خطابی فرماتے ہیں: وسمعت بعض مشايخي يذكر أنه يشترط في حصول الثوب المذكور التلفظ بالصلاة في حال الكتابة [29]

یعنی مجھے بعض اساتذہ سے معلوم ہوا ہے کہ ثواب مذکور فی الحدیث اس وقت نصیب ہو گا جبکہ درود شریف زبان سے بھی پڑھے۔

لیکن اس قول کو مرجوح قرار دے کر حدیث کو عموم میں رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولم يقف عليه لغيره، بل ظاهر الحديث وكلام العلماء أن ذلك ليس بشرط ۔ [30] (كله عن المطالع صفحه ۲۱۔۲۲)

یعنی قول مذکور کو سوائے میرے بعض اساتذہ کے کسی سے منقول نہیں بلکہ حدیث کا ظاہر اور علماء کا کلام بتاتا ہے کہ لکھتے وقت پڑھنا ضروری نہیں۔

اس سے ہمارے کاہل بھائی کچھ تو سوچیں جبکہ درود شریف لکھنے کے بجائے محروموں کی طرح صلعم وغیرہ لکھ دیتے ہیں۔

فائدہ: بہتر ہے کہ کتابت کے ساتھ زبان سے بھی درود شریف پڑھے تاکہ دوہرا ثواب حاصل ہو اور ائمہ کے اجماع واتفاق پر عمل ہو۔

قال الفاسی قدس سره هو الشيخ الامام العالم العالم الولی الكبير الكامل العارف المحقق الواصل قطب زمانه وفريدودهره واوانه ....الشريف الحسنی.....تاب علیٰ يده خلق كثير وانتشر ذكره فی الافاق وظهرت له الخوارق العظيمة والكرامات والمناقب الفخيمة التی تحار الاذهان الثاقبة فها وتعجز العقول الزكية عن تلقيها وكان وافقا عند حدود الله عاملا بكتاب الله وسنة رسول ﷺ كثير الاوراد.....فاستنارت ببركة الانوار وظهرت لهم للمريدين معالم الاسرار وانتشر به الفقراء بذكر الله تعالیٰ والصلوٰة علی النبی ﷺ فی سائر بلاد المغرب وسار وذكره جميع افاقه وسار اتباعه فی كل ناحية وحييت به البلاد وجدد الطريقة بالمغرب بعد دروس اثارها وخبؤا نوارها وخلف كثيرا من المشائخ وكان فياض المدد والامداد كثير النفع للعباد وكان يبعث اصحابه فی البلاد . . . كل واحد فی ملأ من اصحابه يدعون الناس الی الله ويجلبونهم الی طريق الله فكثر دخولهم فی طريقة وتراحموا عليه واتوه من كل ناحية حتی لقد ذكر بعضهم انه ورد علی الشيخ من طالبی القرب الی الله تعالیٰ وابتغاءً ثوابه خلق كثير حتی اجتمع من المريدين بين يديه اثناعشر الفاوستمائة وخمسة وستون كلهم من فال منه خيرا جزيلا علیٰ قدر مراتبهم وقربهم منه ثم توفی بفرغال مسموعا فی صلاة الصبح سادس عشر ربيع الاول عام سبعين وثمان مائة انه لم يترك ولدا ثم بعد سبع وسبعين سنة من موته نقل من سوس الیٰ مراكش فدفنوه فی رياض العروس منها وبنی عليه بيت فلما اخرجوه من قبره بسوس وجدوه كهيئة يوم دفن لم تعد عليه الارض ولم يغير حلول الزمان من احواله شيئا واثر الحلق من شعر راسه ولحيته ظاهر كحاله يوم موته اذاكان قريب عهد بالحق ووضع بعض الحاضرين اصبعه علی وجهه حاصرا بها محصر الدم عما تحتها فلما وضع اصبعه رجع الدم كما يقع ذلک فی الحی وقبره بمراكش عليه جلالة عظيمة ومهابة كثيرة وسطوة ظاهرة والناس يردحمون عليه ويكثرون ن قراءة دلائل الخيرت عنده وثبت ان رائحة المسلک توجد من قبره من كثرة صلاته علی النبی ﷺ وطريقت رضی الله تعالیٰ عنه شاذلية وله كلام كثير فی الطريق وله تاليف فی التصوف وحزب الفلاح وحزبه الموسوم بحزب سبحان الدائم الخ وهذا الكتاب ۔ (مطالع صفحه ۱۰۹)

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اس لئے طوالت سے کام لیا گیا ہے کہ جب ہم یہ حدیث منکرین شانِ رسالت کو سناتے ہیں تو وہ دلائل الخیرات کو ایک معمولی کتاب اور اس کے مصنف پر رکیک حملے کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دلائل الخیرات شریف ان کے تمام اکابر پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ اس کے متعلق مزید تفصیل فقیر نے رسالہ "سماع الصلوٰۃ" میں بیان کر دی ہے۔ (اُویسی غفرلہٗ)

فائدہ: درود شریف جہاں اور جس وقت پڑھا جائے حضور ﷺ خود سنتے ہیں چنانچہ ابن القیم نے جلاء الافہام میں صحیح سند کے ساتھ لکھا ہے کہ

---

[29] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات ، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم ، ص39، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

[30] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات ، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم ، ص39، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

عن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ليس من عبد يصلي علي إلا بلغني صوته حيث كان [31]

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو میرے ہاں اس کی آواز پہنچ جاتی ہے جہاں سے بھی پڑھے۔

اور حضرت امام ابو عبد اللہ محمد سلیمان جزولی (متوفی ۸۷۰) رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلائل الخیرات شریف میں (بحذف السند) روایت فرماتے ہیں۔

قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ : أَرَأَيْتَ صَلاةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: أَسْمَعُ صَلاةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَيَّ صَلاةُ غَيْرِهِمْ عَرْضاً. [32]

حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ جو آپ پر غائبانہ درود شریف پڑھتے ہیں یا وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں اور پھر وہ لوگ پر درود شریف پڑھیں گے تو ان کا آپ کے ہاں کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اہل محبت کا درود شریف خود سنتا ہوں اور ان کے غیر کا درود پیش کیا جاتا ہے۔

وہ جو دوسری روایات میں حضور ﷺ کے متعلق درود شریف ملائکہ کے ذریعے پہنچانے کا آیا ہے اس سے عدمِ سماع ثابت نہیں ہوتا جبکہ ہمارے اعمال روزانہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملائکہ پیش کرتے ہیں۔ فقیر نے مزید تفصیل اپنے رسالہ "سماع الصلوٰۃ" میں درج کی ہے۔

فائدہ: صلی اللہ علیہ وسلم بھی درود شریف کے صیغوں میں ایک صیغہ ہے چنانچہ کتاب الصلوٰۃ میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی مومن صلی اللہ علی (سیدنا) محمد کا ورد کرے تو (اس کی برکت سے) اس کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور قسم ہے حق تعالیٰ کی کہ لوگ محبت اس لئے کریں گے کہ وہ حق تعالیٰ کا محبوب ہو گا۔

اسی طرح دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص صلی اللہ علی (سیدنا) محمد کا ورد کرے اس کا قلب نفاق سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی سے کپڑا۔ (ذکر فی الصلوٰۃ)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم کسی مجلس میں بیٹھتے ہوئے پڑھو

بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی (سیدنا) محمد

تو اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کا ایک ایسا فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو تمہیں غیبت سے روکے گا۔ (کذا فی کتاب الصلوٰۃ والبشر)

---

[31] (جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام. الفصل الأول. وأما حديث أبي الدرداء رضي الله عنه. ص127. دار العروبة – الكويت. الطبعة: الثانية. 1407هـ 1987م)

[32] (دلائل الخيرات وشوارق الأنوار في ذكر الصلاة علي النبي المختار صلي الله عليه وسلم. فصل في فضل الصلاة علي النبي. ص16. دار الفكر بيروت لبنان. الطبعة: الثانية. 1407هـ 1987م)

چونکہ فقیر نے درود وسلام کے احکام وفضائل پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے اس لئے ان فضائل ومسائل پر اکتفاء کرکے اب چند ایک حکایات نقل کرتا ہے جس میں کتابت صلوٰۃ پر انعام اور ترکِ کتابت میں سزا کا بیان ہے۔

باب سوم
درحکایات

حکایت نمبر ۱: حضرت حفص بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے محدث جلیل القدر حضرت ابوذرعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد از مرگ خواب میں دیکھا کہ وہ پہلے آسمان پر ہیں اور فرشتوں کی امامت فرمارہے ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی کہ آپ نے یہ عالی مرتبہ کس طرح پایا؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزارہا احادیث تحریر کی ہے اور ہر حدیث میں لکھا عن النبی ﷺ اور حضرت حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے تو اس پر دس مرتبہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اس حساب سے اتنا اجر عظیم حق تعالیٰ نے عطا فرمایا۔[33]

(جذب القلوب عن جمع الجوامع للسیوطی والبدیع)

حکایت نمبر ۲: جذب القلوب میں یہ بھی تحریر ہے کہ حدیث کے ایک طالب علم کو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ کہہ رہا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور سب اہل مجلس کو بھی جو حدیث سنتے تھے اس درود شریف کی برکت سے جو ہر حدیث کے ساتھ پڑھا جاتا تھا (یعنی ﷺ کے طفیل)

حکایت نمبر ۳: عبید اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ مجھے بعض صوفیہ نے کہا کہ میرا ایک دوست فوت ہوا میں نے خواب میں اسے دیکھ کر پوچھا:

ما فعل اللہ بک؟ یعنی تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ تو اس نے جواب میں بتایا: غفر لي یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔

میں نے پوچھا بخشش کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے کہا:

كنت أكتب الحديث، فإذا جاء ذكر النبيّ يَةِ كتبت عند اسمه يَةُ أبتغي بذلك الثواب، فغفر الله لي بذلك.[34] (مطالع صفحہ ۳۷)

یعنی حدیث شریف لکھتے وقت میری عادت یہ تھی کہ جب نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی آتا تو آپ کے اسم گرامی کے بعد میں ﷺ لکھ دیتا اس میں نیت محض حصول ثواب کی تھی اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

---

[33] (جمع الجوامع المعروف بـالجامع الكبير، مقدمة المصنف، 45/1، الأزهر الشريف، القاهرة جمهورية مصر العربية، الطبعة: الثانية، 1426 هـ 2005 م)

[34] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم، ص68، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

فائدہ: مطالع المسرات میں ہے کہ اس بعض سے حضرت عبید اللہ بن عمر قواریری رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ وہ بہت بڑے محدث تھے۔ حضرت احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ وابن خیثمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے طبقہ کے تھے اسماءِ رجال کے تراجم پر مستند تصانیف فرمائی۔ عبید اللہ بالتصغیر پڑھا جائے اور قواریری بفتح القاف وذکرہ السخاوی فی المقاصد صفحہ۱۱۱مختصراً[35]

حکایت نمبر ۴: حافظ ابو عبد اللہ سفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے ہمیں بیان فرمایا کہ صاحب الخلقان کے خلف نے کہا ہمارا ایک دوست تھا جو ہمارے ساتھ حدیث پڑھتا تھا بہ تقدیر ربانی وہ فوت ہو گیا میں نے اسے دیکھا کہ کہ سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے ہے اور نہایت مستغنیانہ طور پر ٹہل رہا ہے۔ میں نے کہا: أَلست صاحبي التي كنت تطلب معي الحديث، فما هذا الذي أرى؟

یعنی اے فلاں تو وہ نہیں جو میرے ساتھ حدیث شریف کا علم حاصل کرتا تھا؟ ماشاء اللہ مرتبہ کہاں سے ملا؟

اس نے کہا:

كنت أكتب معكم الحديث فلم يمرّ بي حديث فيه ذكر محمد يَةِ إلا كتبت بأثره يَةِ، فكافأني ربي بهذا الذي تراه عليّ[36]

تمہیں معلوم ہے کہ جب میں کوئی حدیث شریف لکھتا جہاں حضور ﷺ کا اسم گرامی آتا تو میں اس کے ساتھ ﷺ ضرور لکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے طفیل یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ (نقله ابن ابو داعه)

حکایت نمبر ۵: محمد ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا اور ان سے عرض کی یا أبت ما فعل الله بك؟

ابا جی اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا ہے؟

والد ماجد مرحوم نے جواباً فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا کس سبب سے؟ اُنہوں نے فرمایا:

بكتابتي الصلاة على النبي يَةُ في كل حديث[37]

صرف اس لئے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کے بعد ﷺ لکھا کرتا تھا۔

فائدہ: یہ تمام حکایات مطالع المسرات سے لی گئی ہیں۔

---

[35] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات ، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم ، ص68، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

[36] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات ، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم ، ص68، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

[37] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات ، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم ، ص68، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

حکایت نمبر۷: صاحب دلائل الخیرات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا ہمسایہ ایک کاتب تھا اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا مجھے بخش دیا گیا سبب دریافت کیا تو فرمایا:

كنت إذا كتبت اسم محمد ﷺ في كتاب صليت عليه فأعطاني ربي ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علي قلب بشر [38]

میری عادت تھی کہ جب میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی لکھتا تو درود شریف پڑھ لیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر ایسی بات کھٹکی۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنے اور لکھنے والے کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ہر نام کے ساتھ لفظ ﷺ لکھے اور نہ صرف لکھنے پر اکتفاء کرے بلکہ زبان سے بھی درود شریف پڑھے۔

حکایت نمبر۸: حضرت ابو الفضل الکندی سے وصال کے بعد حضرت عیسیٰ بن عباد نے خواب میں دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ میرے ہاتھ کی صرف دو انگلیوں نے نجات دلائی ہے۔ حضرت عیسیٰ بن عباد نے تعجب و حیرانی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ اُنہوں نے فرمایا بات یہ ہے کہ جب میں کتاب میں نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک لکھتا تھا تو آپ کے اسم گرامی کے بعد ﷺ لکھا کرتا تھا۔

فائدہ: چونکہ لکھنے کا کام کم از کم دو انگلیوں سے ہوتا ہے اس لئے ان بزرگ نے فرمایا کہ میری نجات دو انگلیوں کے ذریعہ عمل میں آئی۔

حکایت نمبر۹: حضرت ابو طاہر فرماتے ہیں کہ میری عادت تھی کہ نبی کریم ﷺ کے ذکر مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کیا مگر حضور ﷺ نے مجھ سے چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر میں دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا لیکن آپ نے پھر بھی چہرۂ انور پھیر لیا میں نے تیسری مرتبہ آپ کے سامنے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ سے چہرۂ مبارک کیوں پھیر لیتے ہیں؟ (یعنی ناراضگی کا سبب دریافت کیا) آپ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ حضرت ابو طاہر فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس واقعہ سے تنبیہ ہوئی اور اُس وقت سے معمول بنا لیا کہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ہمیشہ ﷺ تسلیما کثیراً کثیراً تحریر کرتا ہوں۔ (کتاب الصلوٰۃ)

حکایت نمبر۱۰: حضرت ابو زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور کاغذ کی بچت کے لحاظ سے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ درود شریف نہیں لکھتا تھا اس کی اس بے ادبی کی وجہ سے اس کے داہنے ہاتھ میں زخم آکلہ ہو گیا جس سے اس کا ہاتھ گل گیا۔ [39]

(نعوذ باللہ من غضبه ونصلی ونسلم علی حبیبه)

---

[38] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات ، فصل في فضل الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم ، ص69إلي70، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

[39] (القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوي ، الباب الخامس: في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة (الصلاة عليه عند كتابه اسمه)، ص253، دار الريان للتراث)

حکایت نمبر ۱۱: شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ پر اکتفا کرتا اور وسلم نہ لکھتا تھا حضور ﷺ نے اسے خواب میں فرمایا کہ تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے؟ یعنی وسلم میں چار حروف ہیں اور ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب ہے تو وسلم میں چالیس نیکیاں ہو گئیں۔

فائدہ: اور جو محروم القسمت سالم درود شریف (ﷺ) لکھنے پڑھنے سے غفلت یا سستی کرے اس کا کیا حال ہو گا اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔ آمین

حکایت نمبر ۱۲: ابن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ اُنہوں نے فرمایا مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس عمل سے؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں ہر حدیث میں حضور اقدس ﷺ کے اسم گرامی کے بعد درود شریف لکھتا تھا۔[40] (بدیع)

حکایت نمبر ۱۳: حضرت ابراہیم نسفی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے حضور ﷺ کو اپنے سے منقبض پایا تو جلدی سے دست اقدس پکڑ کر بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں تو حدیث پاک کے خدام سے ہوں اہل سنت ہوں اور مسافر ہوں۔ حضور ﷺ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں ترک کرتا ہے؟ اس کے بعد میرا معمول ہو گیا کہ میں ﷺ لکھنے لگا۔[41] (بدیع)

حکایت نمبر ۱۴: حضرت سفیان بن عیینہ حضرت خلف سے روایت کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ سبز رنگ کے نئے کپڑے پہن کر دوڑتا پھر رہا ہے میں نے پوچھا کہ تو حدیث شریف پڑھنے میں ہمارے ساتھ تھا۔ یہ اعزاز واکرام تجھے کس بات پر ملا ہے؟ اس نے کہا حدیثیں تو میں تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا لیکن جب حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی آتا تو میں اس کے نیچے ﷺ لکھ دیتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے مجھے یہ اعزاز بخشا جسے تم دیکھ رہے ہو۔[42] (بدیع)

حکایت نمبر ۱۵: حضرت ابو سلیمان محمد بن الحسین حرانی فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب تھے جن کا نام فضل تھا بہت کثرت سے نماز و روزہ میں مشغول رہتے تھے۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ میں حدیث شریف لکھا کرتا تھا لیکن اس میں درود شریف نہیں لکھتا تھا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا کہ جب تو میرا نام اقدس لکھتا یا پڑھتا ہے تو درود شریف کیوں نہیں پڑھتا؟ اس کے بعد اُنہوں نے درود شریف کا اہتمام شروع کر دیا۔ اس کے کچھ دن بعد حضور ﷺ کی پھر زیارت ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا تیرا درود شریف میرے پاس پہنچتا ہے جب تو میرا نام لے تو ﷺ کہا کر۔[43] (بدیع)

---

[40] (القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوي، الباب الخامس: في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة (الصلاة عليه عند كتابه اسمه)، ص250، دار الريان للتراث)

[41] (القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوي، الباب الخامس: في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة (الصلاة عليه عند كتابه اسمه)، ص250، دار الريان للتراث)

[42] (القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوي، الباب الخامس: في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة (الصلاة عليه عند كتابه اسمه)، ص249، دار الريان للتراث)

[43] (القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوي، الباب الخامس: في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة (الصلاة عليه عند كتابه اسمه)، ص250، دار الريان للتراث)

حکایت نمبر ۱۶: یہی ابو سلیمان اپنے متعلق ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابو سلیمان جب تو میرا نام لیتا ہے اور اس پر درود شریف بھی پڑھتا ہے تو وسلم کیوں نہیں کہتا۔ یہ چار حرف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اس معنی پر وہ بندۂ خدا چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔[44] (بدیع)

خاتمہ

فصلِ اول: اکابرینِ دیوبند

عموماً اہل سنت تو اس کے عامل ہیں ہی اکابر دیوبند بھی ایسے ہی کہتے ہیں جیسے ہم کہتے ہیں۔

(۱) سید سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی (ﷺ) کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ

> حضور انور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ صلعم کے اختصار کے بجائے پورا ﷺ لکھنے کا اہتمام کیا گیا تاکہ اس تساہل سے درود پڑھنے کی برکت سے ناظرین کو محروم نہ ہو۔[45]

طبع دوم دیباچہ چہارم کتب احادیث مصر مثلاً بخاری وغیرہ میں حضور ﷺ کے نام نامی واسم گرامی کے ساتھ اختصار کے طور پر صہ نظر آتا ہے۔

(۲) مولوی سید حسن خلف مولوی نبیہ حسن مدرس دارالعلوم دیوبند نے لکھا کہ نام مبارک رسول کریم ﷺ کے ساتھ درود شریف لکھنے کے لئے ﷺ ہی ماثور ہے بالخصوص جبکہ احادیث نقل کی جائیں اور اس کا ثبوت روایاتِ مرفوعہ میں موجود ہے غالباً اسی وجہ سے علماءِ حدیث نے ہر حدیث کے ساتھ درود وسلام کے لئے صیغہ ﷺ کا اختیار فرمایا ہے۔(ہب النسیم صفحہ ۶۵)

(۳) مفتی محمد شفیع نے تنقیح الکلام میں بھی ایسے ہی لکھا جبکہ مولوی سید حسن نے اسی سے عبارت مذکورہ لکھی۔

(۴) وہی مولوی سید حسن ایک جگہ پر لکھتا ہے کتاب الصلوٰۃ میں علماءِ حدیث کے چند واقعات اس قسم کے ہیں کہ وہ حدیث کے ساتھ صرف ﷺ لکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے عالم رؤیا میں ان کو اس پر تنبیہ فرمائی کہ وسلم کیوں نہیں لکھتے اس تنبیہ کے بعد ان حضرات نے ہر حدیث کے ساتھ ﷺ لکھنا شروع کر دیا۔(ہب النسیم صفحہ ۹۴)

اقوال

فائدہ: غور فرمایئے حضور ﷺ صرف لفظِ وسلم ترک کرنے پر ناراض ہوئے نامعلوم سالم درود شریف ترک کر کے صرف صلعم وغیرہ لکھنے سے کتنا ناراض ہوتے ہوں گے۔

---

[44] (القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع للسخاوي ، الباب الخامس: في الصلاة عليه في أوقات مخصوصة (الصلاة عليه عند كتابه اسمه)، ص249، دار الريان للتراث)

[45] (سیرۃ النبی از شبلی نعمان وسلیمان ندوی، دیباچہ طبع چہارم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد اول، 1/27، ادارہ اسلامیات پبلشرز، بک سیلرز، اُردو بازار، کراچی)

(۵)اسی مولوی سید حسن نے ایک اور جگہ لکھا ہے کہ اگر چند بار اسم مبارک لکھنے کا اتفاق ہو جیسے کہ علم حدیث کے لکھنے والوں کو ہوتا ہے تو چاہیے کہ ہر اسم مبارک کے ساتھ ﷺ پورا لکھے ایسا نہ کرے کہ صرف صلی اللہ علیہ یا محض صلعم لکھ دے یا فقط صہ کی علامت نام مبارک کے ساتھ بنائے کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے۔(ہب النسیم ، صفحہ ۶۳)

(۶)اسی سید حسن نے مزید لکھا ہے کہ جب اسم مبارک رسول اللہ ﷺ کسی جگہ لکھے تو صلوٰۃ وسلام ضرور لکھے اور زبان سے بھی درود شریف پڑھے صرف لکھنے پر اکتفانہ کرے محض اسم مبارک تحریر کرنا اور صلوٰۃ وسلام نہ لکھنا بڑی گستاخی اور بڑی محرومی ہے۔

یہ حوالہ جات اس ہب النسیم کے ہیں جسے کتاب الصلوٰۃ والبشر کا خلاصہ بتایا گیا ہے جس کے مصنف حضرت مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے اسے غارِ ثور شریف میں بیٹھ کر تحریر فرمایا اور اس کا نام ہب النسیم دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے ہی رکھا تھا۔ مزید بر آں اس پر مولوی اعزاز علی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی کی تقریظیں موجود ہیں۔

(۷)دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے "زاد السعید"[46] میں فقیر کی نقل کردہ چند باتیں لکھی ہیں اور لکھا ہے جب اسم مبارک (نبی کریم ﷺ) لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی ﷺ پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف صہ یا صلعم پر اکتفاء نہ کرے۔

پھر لکھا کہ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرضِ آکلہ عارض ہوا یعنی اس کا ہاتھ گل گیا۔

(۸)دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا کاندھلوی نے ایک رسالہ "فضائل درود شریف" لکھا ہے اس میں اس نے فقیر کی تمام مرویہ روایات و حکایات لکھ کر مذکورہ تنبیہ بھی لکھی ہے۔

علاوہ ازیں ان کے مولویوں کی اور بھی تصریحات ملتی ہیں لیکن سمجھدار کے لئے اتنا کافی ہے اور یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے کہ جس سے کوئی ضد میں پھنس جائے۔

ان تصریحات سے اُمید رکھی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی باغی جماعت (مودودی) کو کچھ سمجھا سکے اور وہ بھی انہیں جو جماعت میں نئے بھرتی ہوں گے اور جن پر مودودی صاحب ماڈرن اسلام کے اثرات پڑ جائیں گے اس کے لئے مشکل ہو جائے گا۔

واللہ یھدی من شیاء من عبادہ وھو اللطیف الخبیر

فصلِ دوم: درفوائدضروریہ

[46] زاد السعید فی الصلاۃ علی النبی الوحید ﷺ

(۱)جب نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک اپنی زبان سے ادا کرے تو اس سے قبل "سیدنا" کہنا چاہیے۔ اسی طرح لکھتے وقت لفظ سیدنا اسم مبارک سے قبل تحریر کرنا بہتر اور موجب ثواب ہے چنانچہ در مختار جلد ا صفحہ ۴۷۹ میں ہے:

وندب السيادة، لان زيادة الاخبار بالواقع عين سلوك الادب، فهو أفضل من تركه [47]

فائدہ: لفظ "سیدنا" اگر چہ روایات مرفوعہ صحیحہ میں موجود نہیں لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے درود شریف کا جو صیغہ تعلیم فرمایا اس کے الفاظ میں اللهم اجعل صلواتك وبركاتك ورحمتك علي سيد المرسلين وإمام المتقين الخ موجود ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر سے صیغۂ درود شریف میں سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين کے الفاظ منقول ہیں۔ [48]

(ذكره في شفاء السقام)

مسئلہ: نماز میں التحیات اور درودِ ابراہیمی میں بھی لفظ سیدنا کا اضافہ جائز ہے۔ (درمختار)

تنبیہ: ہمارے ہاں بعض جہال کی عادت ہے کہ وہ اذان میں بھی ''سیدنا'' کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

سوال: جب نماز میں "سیدنا" کا اضافہ جائز ہے تو اذان میں کیوں ناجائز ہے حالانکہ اذان تو نماز سے کم درجہ کی عبادت ہے اور نماز اعلیٰ درجہ کی جب نماز (اعلیٰ) میں جائز ہے تو اذان میں بھی جواز ہونا چاہیے۔

جواب ۱: مسائل شرعیہ ہمارے قیاس سے دراء ہیں۔ نماز کے لئے فقہاء نے تصریح کی ہے اذان کے لئے نہیں۔

جواب ۲: اذان ایک اعلان ہے جو ہر ایک سنتا ہے جب اذان متعینہ میں اضافہ ہو گا تو عوام کو دین کی باتوں میں شک اور تردد ہو گا اور عوام کو ایسے شکوک وشبہات سے بچانا لازمی ہوتا ہے جیسے کہ شرع مطہر کا قانون ہے۔

جواب ۳: اذان میں اضافہ سے شیعوں سے مشابہت ہو گی کیونکہ وہ بھی اذن میں چند کلمات کا اضافہ کرتے ہیں اگر چہ وہ ان کلماتِ مضافہ کو اذان کا جزء نہیں مانتے اور اس اضافہ سے تو یہ لفظ اذان کا کل جزء بن جائے گا اور شرع میں قاعدہ ہے کہ کہ کسی ایسی عبادت میں اضافہ حرام ہے یہی وجہ ہے کہ اذان کے اختتام پر "محمد رسول الله" کا اضافہ ناجائز ہے حالانکہ محمد رسول الله تو کلمہ لا اله الا الله کا جزء ہے لیکن چونکہ اذان میں متعینہ کلمات کا اضافہ ناجائز ہے اسی لئے جب وہ اہم کلمات میں نہیں بڑھائے جاسکتے یونہی لفظ "سیدنا" بھی باوجودیکہ وہ کلمات اذان کے آخر میں ہیں اور لفظ "سیدنا" اذان کے درمیان ہے۔

---

[47] (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص71، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2002 م)

[48] (شفاء السقام في زيارة خير الأنام، بعض ما حفظ عن الصحابة رضي الله عنهم ومن بعدهم، ص128، دار الكتب العلمية – بيروت، 2006 م)

صحابہ کرام اور آلِ عظام اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے مستقلاً درود شریف پڑھنا اور لکھنا مثلاً سیدنا علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور علیہ السلام کہنا اور لکھنا اکثر علماءِ کرام کے نزدیک درست نہیں البتہ حضور اکرم ﷺ کے تابع کر کے صلوٰۃ وسلام بھیجنا اور پڑھنا درست ہے جیسے عام طور پر ہم پڑھتے اور لکھتے ہیں: اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰل سیدنا محمد

پھر اس صورت میں تمام مومنین اور مومنات کو بھی درود شریف میں شامل کر سکتے ہیں چنانچہ صیغۂ درود شریف اس طرح مروی ہے:

اللھم صل علیٰ (سیدنا) محمد عبدک ورسولک وصلی علی المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات ۔

(ہب النسیم صفحہ ٦٦،٦٥)

اس موضوع پر فقیر کی ایک تالیف ہے۔

فائدہ: اس سے دیوبندیوں اور وہابیوں کا وہ اعتراض اُٹھ گیا جو کہتے ہیں کہ بریلوی حضرات اہل سنت اپنے پیروں اور مولویوں پر درود پڑھنا جائز مانتے ہیں مثلاً یہ کہتے ہیں کہ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا وھادینا ومرشدنا ومخدومنا حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب

اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے متعلق کہا گیا ہے: مجددِ دین ملت پہ لاکھوں سلام

دیوبندیوں کا یہ اعتراض مبنی بر جہالت ہے جس کی تحقیق فقیر نے اپنے رسالہ "دیوبندی کون ہیں؟" میں مفصل طور پر عرض کر دی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم نے کسی ولی اللہ یا عالم دین پر صلوٰۃ وسلام پڑھا ہے تو تبعاً لیکن اُنہوں نے تو اپنے مولویوں پر براہِ راست درود پڑھا ہے چنانچہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ "الامداد" (ماہ صفر ١٣٣٦ھ صفحہ ٥) میں اپنے متعلق درود پڑھنے کی اجازت دی ہے چنانچہ درود کے الفاظ یہ ہیں: اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا مولانا اشرف علی الخ

اسی طرح جمعیۃ العلماء اسلام کے ترجمان اسلام لاہور نے اپنے مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق حسب ذیل درود شائع کیا

صل علیٰ شیخ الھدیٰ یا ربنا واجعلہ مالک نعمۃ الرضوان

اے ہمارے رب شیخ الہدے (شیخ احمد مدنی) پر درود بھیج اور انہیں نعمت جنت کا مالک بنادے۔ (روزنامہ ترجمانِ اسلام ٢٠ تا ٢٤ جنوری ١٩٥٨ء صفحہ ٧)

اور کتاب "رشید بن رشید" جس پر اکابر دیوبند کی تصدیقیں ہیں میں لکھا گیا ہے وصلی اللّٰہ امیر المومنین یزید الخ[49]

بہر حال ہمارا مسلک یہ ہے کہ الصلوٰۃ اور السلام کا اطلاق انبیاء وملائکہ کے بغیر کسی اور پر اصالۃً جائز نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے البتہ بالتبع اطلاق کرنا جائز ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ١ صفحہ ٥ میں لکھتے ہیں:

---

[49] (رشید ابن رشید از ابویزید محمد دین بٹ، اندرونی ٹائٹل پیج، آئرن مرچنٹ، چوک شہید گنج، لنڈا بازار، لاہور پاکستان)

قَالَ النَّوَوِيُّ: الصَّحِيحُ أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ ابْتِدَاءً مَكْرُوهَةٌ كَرَاهَةَ تَنْزِيهٍ، لِأَنَّهُ شِعَارُ أَهْلِ الْبِدَعِ وَقَدْ نُهِينَا عَنْهُ، وَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْجُوَيْنِيُّ: السَّلَامُ كَالصَّلَاةِ، يَعْنِي: لَا يَجُوزُ عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ إِلَّا تَبَعًا[50]

فصل سوم تنبیہ: عموام میں بالعموم اور جہال دیوبندیوں میں بالخصوص یہ خیال راسخ ہے کہ صحابہ کرام کے علاوہ اولیاء کرام اور علمائے اُمت پ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کا اطلاق ناجائز ہے۔ ان کا یہ خیال بھی بالکل غلط ہے اور مبنی بر جہالت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رضی اللہ عن المؤمنین فرمایا ہے اور علمائے ملت نے اپنی کتب میں بارہا تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: يستحب الترضى والترحم على الصحابة والتابعين فمن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الاخيار۔[51] (مطالع المسراۃ صفحہ ۱۰۴)

صحابہ کے غیر پر ترضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا) کے منکرین کا رد کرتے ہوئے علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وأما قول بعض العلماء: إن الترضي خاص بالصحابة، ويقال في غيرهم رحمه الله تعالي فقط، فليس كماقال، بل الصحيح الذي عليه الجمهور استحبابه، ودلائله أكثر من أن تحصر۔[52] (مطالع المسراۃ صفحہ ۱۰۴)

(۳) مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم لکھتے ہیں:

الاستفسار: لو ترحم على أسماء الصحابة، وترضى على أسماء التابعين، هل يجوز ذلك؟ الاستبشار: نعم؛ لكن الأولى عكسه. كما في أواخر «تنوير الأبصار». [53] (نفع المفتی صفحہ ۱۱۷)

(۴) امام جلیل حضرت علامہ نووی قدس سرہ مقدمہ شرح مسلم صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

يستحب لكاتب الحديث..... يقول في الصحابي (رضى الله عنه) فان كان صحابيا بن صحابي قال (رضى الله عنهما) وكذلك يترضى ويترحم على سائر العلماء والأخيار ويكتب كل هذا وان لم يكن مكتوبا في الاصل الذى ينقل منه فان هذا ليس رواية وانما هو دعاء وينبغى للقارىء أن يقرأ كل ما ذكرناها الخ[54]

---

[50] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها، 742/2، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

[51] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في كيفية الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم، ص190، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

[52] (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات، فصل في كيفية الصلاة علي النبي صلي الله عليه وسلم، ص190، دار الكتب العلمية، بيروت، 2005م)

[53] (فتاوى اللكنوي، المسماة، نفع المفتي والسائل بجمع متفرقات المسائل، ص405، دار ابن حزم، 2009م)

[54] (شرح النووي على مسلم: فصل: يستحب لكاتب الحديث اذا مر بذكر الله عز وجل، 39/1، دار إحياء التراث العربي–بيروت، الطبعة: الثانية، 1392م)

یعنی لکھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جب صحابی کا ذکر آئے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھے اور اگر صحابی ابن صحابی کا ذکر آئے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھے اور اسی طرح تمام علماء واخیار کے لئے بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھے اور پڑھنے والے کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح سب کچھ پڑھے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے۔

اس ارشاد کے بعد یہی امام خود ہی علماء کرام کے لئے بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

هو عادة العلماء رضی الله تعالیٰ عنهم ۔(مقدمہ مسلم صفحہ ۲۱)

فائدہ: امام موصوف الصدر کی اس تحریر سے واضح ہوا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشائخ وعلماء کے لئے لکھنا علماء کا کام ہے اور اس پر اعتراض کرنا جاہلوں کا طریقہ ہے۔

مفسر شہیر صاحب روح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں:

ويستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين فمن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار فيقال ابو بكر وابو حنيفة رضى الله عنه او رحمه الله او نحو ذلك فليس رضى الله عنه مخصوصا بالصحابة بل يقال فيهم رحمه الله ايضا. والأرجح فى مثل لقمان ومريم والخضر والإسكندر المختلف فى نبوته ان يقال رضى الله عنه او عنها ولو قال عليه السلام او عليها السلام لا بأس به وقال الامام اليافعي فى تاريخه والذي أراه ان يفرق بين الصلاة والسلام والترضي والترحم والعفو. فالصلاة مخصوصة على المذهب الصحيح بالأنبياء والملائكة. والترضي مخصوص بالصحابة والأولياء والعلماء. والترحم لمن دونهم. والعفو للمذنبين.[55]

صحابہ کرام وتابعین اور ان سے بعد کے علماء وعابدین وتمام اخیار کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے پس ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہا جاتا ہے اور رحمۃ اللہ علیہ بھی کہا جاسکتا ہے۔اسی طرح ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کہا جاتا ہے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہا جاسکتا ہے اور اسی طرح کے دیگر کلمات اور چونکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے لہٰذا ان کے لئے رحمہ اللہ بھی کہا جاسکتا ہے (اور ان کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہا جاسکتا ہے).....امام یافعی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ﷺ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ اور عفا اللہ عنہ میں فرق ہے پس ﷺ تو مذہب صحیح پر حضراتِ انبیاء وملائکہ کے لئے مخصوص ہے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات صحابہ واُولیاء وعلماءِ کرام کے لئے مخصوص ہے اور رحمۃ اللہ علیہ دیگر مؤمنین صالحین کے لئے ہے اور عفا اللہ عنہ گنہگاروں کے لئے ہے۔(تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۲۸)

---

[55] (روح البيان،الأحزاب: 56، 228/7، دار الفكر بيروت)

ائمہ دین، علماءِ کرام اور مفسرین کرام کی ان روشن تصریحات و دلائل و حقائق کی روشنی میں یہ کہنا کہ مشائخ و علماء کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا ممنوع و ناجائز اور صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی توہین ہے صرف ضد و حسد و جہالت و ہٹ دھرمی ہے۔

فقیر کا تجربہ ہے کہ مخالفین کو قرآن پاک و حدیث شریف اور ائمہ کی تصریحات کے انبار لگا دو ہرگز نہیں مانیں گے وہی ہانکیں گے جو انہیں ان کے اپنے بڑوں نے بتایا ہو گا اس لئے انہیں بجائے قرآن و حدیث و دیگر ائمہ محدثین و مفسرین و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے اپنے بڑوں کا حوالہ دکھا دیا جائے تو مانتے پھر بھی نہیں البتہ اُن کے شور و غل سے کچھ عرصہ کے لئے نجات مل جاتی ہے۔

حوالہ جات اکابر دیوبند:

دارالعلوم دیوبند کا سرکاری ترجمان ماہنامہ "دارالعلوم" اپنے مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتا ہے

رضی اللہ عن حسین احمد ۔ (دارالعلوم دیوبند مارچ ۱۹۵۸ صفحہ ۴۶)

★یہی ماہنامہ "دارالعلوم" ابوالکلام آزاد کے متعلق لکھتا ہے: اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (حوالہ مذکورہ بالا صفحہ ۴۵)

★دیوبندیوں کا ہفت روزہ خدام الدین لاہور مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتا ہے: رضی اللہ عن حسین احمد (شمارہ ۲۴ جنوری ۱۹۵۸ صفحہ ۳۳)

★تفسیر آیۃ کریمہ مؤلفہ ابن تیمیہ میں لکھا ہے: شیخ الاسلام تقی الدین ابی العباس احمد بن تیمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

★نواب صدیق حسن بھوپالوی کی تصنیف نہج المقبول صفحہ ۲ پر لکھا ہے: شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی شوکانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

★نواب صاحب کی دوسری تصنیف الروض الخضیب صفحہ ۲۰ پر محمد بن اسمٰعیل اور قاضی شوکانی کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور ہے۔[56]

★نواب صاحب کی تیسری تصنیف المقالہ الفصیحۃ کے صفحہ ۸۸ اور ۱۰۵ پر بھی غیر صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا گیا ہے۔[57]

تازہ حوالہ: شروع نومبر میں موچی دروازہ لاہور میں جمعیت اہل حدیث کی جو کانفرنس ہوئی تنظیم اہلحدیث نے بھی اس کا اعلان بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ اس کانفرنس کے صدر مولوی محب اللہ صاحب کا جو خطبہ صدارت شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی وغیرہم رحمہم اللہ ورضی عنہم اجمعین۔ (الاعتصام ۲۸ شعبان المعظم)

اس کے ساتھ دیوبندیوں کے بڑے بھائی وہابیوں کا ایک مزید حوالہ بھی لیجئے تاکہ یہ دونوں پارٹیاں ہمارے خلاف زہر اُگلتے وقت ان حوالہ جات کو دیکھ کر اپنی جہالت پر ماتم کریں۔

---

56) الروض الخضیب من تزکیۃ القلب المنیب از محمد صدیق حسن خان بھوپالی، ص20، عام الکائن اکبر آباد، 1298ھ

57) المقالہ الفصیحۃ فی الوصیۃ والنصیحۃ از محمد صدیق حسن خان بھوپالی، ص88، 120، عام الکائن اکبر آباد، 1298ھ

مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور صاحب تقویۃ الایمان کے متعلق لکھتا ہے:

حضرت علامہ و مجدد (اسمٰعیل) شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۷ مارچ ۱۹۵۸ء)

ناظرین کرام: یہ ہے مخالفین اہل سنت کی دیانت کا حال کہ اکابر علماءِ اہل سنت کے متعلق تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں لیکن اپنے مولویوں کو کھلم کھلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے اور بقول خود جی بھر کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین و ممنوع و ناجائز کام کا ارتکاب کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتے۔ اگر واقعی شرعاً غیر صحابی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا ناجائز و ممنوع اور گناہ و توہین ہے تو پھر مولوی ابوالکلام آزاد، اسمٰعیل دہلوی اور حسین احمد مدنی کو کس قانون کے مطابق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جا رہا ہے؟ کیا وہابی حضرات کے لئے کوئی جدید شریعت نازل ہوئی ہے جس نے انہیں اپنے مولویوں کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت دی ہے اور اپنے غیروں کے لئے ناجائز قرار دیا ہے؟

ایک دفعہ ہمارے ہاں ہمارے کسی مقرر نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ دیا اس پر بہاولپور کی دیوبندی وہابی پارٹی نے ہر جگہ اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے لئے مخصوص ہے اور کسی دوسری شخصیت کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا ممنوع و ناجائز ہے اور اس سے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کی توہین ہوتی ہے حالانکہ شرعاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے ساتھ مخصوص اور دیگر برگزیدہ شخصیتوں کے لئے ممنوع ہونے کا کوئی ثبوت و تصریح موجود نہیں ہے۔ اس کے لئے برعکس حضرات ائمہ دین و علماءِ اعلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین و برگزیدہ علماءِ کرام کے لئے بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کے جواز کی تصریح فرمائی ہے جسے فقیر نے تصریحات کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور اگر اب بھی کسی کو خواہ مخواہ اعتراض ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

فصل چہارم: بعض لوگ جن کا نام محمد علی یا احمد حسین ہوتا ہے وہ محمدؐ، علیؓ اور احمدؐ، حسنؓ لکھتے ہیں حضرت مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ بہارِ شریعت میں بحوالہ طحطاوی لکھتے ہیں کہ یہ بھی مکروہ ہے کیونکہ اس سے نام مقصود ہے نہ کہ نبی ﷺ یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے یعنی عام اسماء پر بھی صہ، رضہ، عہ، رح وغیرہ لکھنا فضول ہے اس لئے کہ اس اسم میں مقصود وہی مسمیٰ (شخص) ہے نہ کہ حضور ﷺ یا حضرات صحابہ یا اولیاء وانبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام البتہ جن کے اسماء ان مقدس ہستیوں کے نام پر رکھے جائیں تو ان کے آداب و القاب میں بھی احتیاط لازم ہے۔

آج کل یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ نام اُونچا رکھا جاتا ہے پھر اس کی مٹی پلید کی جاتی ہے مثلاً محمد نام والے کی مد وغیرہ وغیرہ یہی وجہ ہے کہ ان بے ادبیوں، گستاخیوں سے ہماری مٹی خراب ہے حالانکہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ جب بھی ایسے مقدس اسماء اپنی اولاد وغیرہ کے لئے رکھتے تو آداب و القاب میں تا حد امکان بڑی جد و جہد کرتے۔

حکایت: حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایاز کے بیٹے کو پکارا اے ابن ایاز حالانکہ اس کا نام محمد تھا اور وہ اسے جب بھی بلاتے محمد نام سے پکارتے۔ ایاز صاحب کو گمان ہوا کہ شاید بادشاہ ناراض ہیں عرض کی آج میرے بیٹے کو اصلی نام چھوڑ کر ابن ایاز سے کیوں یاد فرمایا۔ بادشاہ نے کہا کہ آج میں بے وضو تھا اسی لئے لفظ محمد کو بلا وضو لبوں پر لانا مناسب نہ سمجھا۔[58] کسی نے بالکل سچ کہا ہے:

هزار بار بشویم دهن بمشك وكلاب　　هنوز نام تو بردن ادب نمی دانم

هذا آخر ما رقمه وانا

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

---

[58] (روح البیان،الأحزاب: 40، 185/7، دار الفکر بیروت)